سوال:ا: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت مسئلہ ذیل میں

زید رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ کی حالت میں گل منجن کرتا ہے اور جب کوئی شخص اسے منع کرتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ گل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے بلکہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ زید کا کہنا کہ مکروہ تو عام لوگوں کا بھی ہو جاتا ہے کیوں کہ وہ گالی گلوچ بکتے ہیں اور زید کی ایک عادت یہ بن چکی ہے کہ جب تک وہ گل نہیں کریگا تب تک اس کو پاخانہ نہیں ہوگا اس بنا پر وہ رمضان المبارک کے مہینے میں گل کرتا ہے تو کیا اس بنا پر روزے کی حالت میں گل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور زید کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی۔ محمد ایوب خان۔۔ مقام۔ بیر پور۔ پوسٹ۔ متھرا بازار ضلع بلرامپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب:ا: روزے کی حالت میں گل کے استعمال کی چند صورتیں ہیں ان کے لحاظ سے اس کے احکام کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) زید اگر اس طرح گل کرتا ہے کہ دانتوں تلے دبا کر رکھے رہے تو اس کے ذرات لعاب کے ساتھ حلق کے نیچے اتر جائیں گے جیسے تمبا کو کھانے میں ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوگا۔

(۲) اگر اس کے استعمال کی صورت یہ ہے کہ گل دانتوں پر لگا کر دس، پانچ منٹ چھوڑ دیتا ہے بعد میں کلی کر لیتا ہے تو اس دس، پانچ منٹ کے وقفہ میں ظن غالب یہی ہے کہ گل کے اجزا لعاب کے ساتھ حلق کے نیچے اتر جائیں گے اور روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس صورت میں زید پر صرف اس روزہ کی قضا واجب ہوگی۔

(۳) اگر اس کا طریقہ استعمال یہ ہے کہ پہلے دانتوں پر گل مل لیتا ہے پھر فوراً کلی کر لیتا ہے تو روزے کی حالت میں اس طریقہ استعمال کی بھی سخت ممانعت ہے کیونکہ اس صورت میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ گل کے اجزاء حلق تک پہنچ جاتے ہیں اور زیر حلق اترنے اور روزہ ٹوٹنے کا احتمال ہوتا ہے۔ (فیصلہ فقہی سیمینار بورڈ دہلی)

مگر جب زید کو گل کئے بغیر پاخانہ نہیں اترتا تو اس عذر کی وجہ سے اس کے لئے حکم میں اس قدر تخفیف ہوگی کہ وہ گل پہلے ہتھیلی وغیرہ پر نکال کر پانی سے بھگو دے پھر اسے احتیاط کے ساتھ دانتوں پر ملے اور جلد کلی کر کے اچھی طرح اپنا منہ صاف کر لے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علیمی

صدر شعبہ افتاء دار العلوم حسنیہ ہمت نگر گجرات

سوال:۱: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مالک نصاب ہونے کے لئے دینی کتابوں اور اکثر اشتہارات رمضان شریف وعیدالاضحیٰ میں مرقوم ہوتے ہیں۔ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑے سات تولہ سونے کا جو مالک ہے وہ مالک نصاب ہے اس کے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے۔

(الف) کسی کے پاس کچھ روپے، کچھ چاندی، کچھ سونا ہو اور ٹوٹل سب مل کر ساڑے باون تولہ چاندی کے دام کے برابر ہو تو کیا وہ مالک نصاب ہوگا؟

(ب) موجودہ وزن کے حساب سے یعنی (کلوگرام) ساڑے باون تولہ کتنا وزن ہوگا؟

(ج) کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر اگر سونا ہو تو کیا وہ مالک نصاب ہے؟

سوال:۲: کرتے کے اندر الٹا کپڑا پہننے کی صورت میں کیا نماز ہوجائے گی مثلاً بنیان سویٹر وغیرہ؟

المستفتی۔مولانا شکیل احمد عطاری۔۔سلطان پور۔یو۔پی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب:۱: (الف) جس شخص کے پاس روپے، چاندی اور سونا اتنی مقدار میں ہیں کہ مجموعی طور پر ساڑے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوتو وہ شخص مالک نصاب ہے بعد حولان حول اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ردالمحتار میں ہے: "ان كانت فضة تخلص تجب فيها الزكاة ان بلغت نصابا وحدها او بالضم الى غيرها اھ" (ج ۶،ص ۳۰۰،باب زكاة المال) والله تعالى اعلم۔

(ب) نئے وزن کے حساب سے ایک تولہ کا وزن ۱۲رگرام ۴۴۱رملی گرام ۶رپوئنٹ ہے اس لحاظ سے موجودہ زمانے میں ساڑھے باون تولہ چاندی کا وزن ۶۵۳رگرام ۱۸۴رملی گرام ہوگا (تحقیق محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ ماہنامہ اشرفیہ مئی ۲۰۰۴ء) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ج) جو شخص ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر صرف سونے کا مالک ہے وہ مالک نصاب نہیں ہے۔ فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''سونے چاندی کی زکاۃ میں وزن کا اعتبار ہے مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ سے دوسو درہم سے زائد قیمت ہوجائے یا سونا گراں ہو کہ ساڑھے سات تولے سے کم کی قیمت دوسو درہم سے بڑھ جائے جیسے آج کل کہ ساڑے سات تولے سونے کی قیمت چاندی کی کئی نصابیں ہوگی غرض یہ کہ وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ واجب نہیں قیمت جو کچھ بھی ہو'' (بہار شریعت ج ۵ ص ۳۵) (درمختار میں ہے:"والمعتبر وزنهما اداء وجوبا ولا قيمتهما" اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے: ''اى من حيث الوجوب ، يعنى يعتبر فى الوجوب ان يبلغ وزنهما نصابا حتى لو كان له ابريق ذهب او فضة وزنه عشرة مثاقيل اؤ مائة درهم و قيمته لصياغته عشرون اومأتان لم يجب فيه شئى اجماعا" (ج۲ ص۲۹۷ ،باب زكوة المال) والله تعالى اعلم

الجواب: ۲: کرتے کے اندر الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علیمی

صدر شعبہ افتاء دار العلوم حسنیہ ہمت نگر گجرات

سوال: ۱: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں
کہ کچھ لوگ کرائے کے مکان میں رہتے ہیں مکان چونکہ بہت ہی گراں ملتا ہے اس لئے اپنا ذاتی مکان جو حاجت اصلیہ میں داخل ہے خریدنے کے لئے بینکوں میں روپے جمع کرتے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں مکان خریدنے کے لئے جو روپے اکٹھا کئے گئے بعد حولان حول ان پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ حافظ حسام الدین۔ لندن۔ برطانیہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: ۱: صورت مذکورہ میں حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے یعنی رہنے کے لئے مکان خریدنے کے لئے بینک میں جمع شدہ رقم اگر بقدر نصاب ہے اور سال پورا ہونے کے وقت وہ رقم مکان خریدنے میں خرچ بھی نہ کی گئی بلکہ بینک ہی میں رکھی رہی اگرچہ نیت یہی ہے کہ آئندہ اس سے مکان خریدا جائے گا تو بھی بعد حولان حول اس رقم پر زکوۃ واجب ہوگی البتہ سال تمام کے وقت فوراً مکان خریدنا ضروری ہو اور مکان خرید لے تو اس صورت میں اس پر زکوۃ واجب نہ ہوگی۔

فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ فرماتے ہیں: ''حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا گیا اور جو باقی رہے اگر بقدر نصاب ہے تو ان کی زکوۃ واجب ہے اگرچہ اس نیت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجت اصلیہ میں ہی صرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (بہار شریعت ج ۵، ص ۱۶)

رد المحتار میں ہے: اذا امسکہ لینفق منہ کل ما یحتاجہ فحال الحول وقد بقی معہ منہ نصاب فانہ یزکی ذلک الباقی وان کان قصدہ الانفاق منہ ایضا فی المستقبل لعدم استحقاق صرفہ الی حوائجہ الاصلیۃ وقت حولان الحول بخلاف ما اذا حال الحول وھو مستحق الصرف الیھا،،(ج ۲ ص ۲۶۲، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علیمی

صدر شعبہ افتاء دار العلوم حسنیہ ہمت نگر گجرات